سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 5 ایس سی آر

بلوندر کور

بنام

ہردیپ سنگھ

18 نومبر 1997

[سجاتا۔وی۔منوہر اور ڈی۔پی۔وادھوا، جسٹسز]

ہندو قانون:

ہندو میرج ایکٹ، :1955 دفعہ 9، 13، 23 اور 28 - بیوی کی طرف سے شروع کی گئی طلاق کی کارروائی - شوہر کی عدم پیشی - یکطرفہ طلاق کا حکم دیا گیا - بیوی کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی جس میں الزام لگایا گیا ہے کہ طلاق کی درخواست پر دستخط کرنے میں شوہر نے دھوکہ دہی کی ہے اور اس نے کبھی طلاق لینے کا ارادہ نہیں کیا تھا - ہائی کورٹ کی طرف سے خلاصہ طور پر خارج - اپیل پر، ہائی کورٹ نے قانون کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر اپیل خارج کر دی۔ آرٹیکل 227 کے تحت نگرانی کے اختیارات کا استعمال کرنے میں ناکامی - طلاق کے حکم نامے کو کالعدم قرار دے دیا گیا - معاملہ ٹرائل کورٹ کو بھیج دیا گیا۔

درخواست گزار اور مدعا علیہ کے درمیان شادی سکھ رسم و رواج کے مطابق ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد فریقین کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور درخواست گزار بیوی نے سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے پاس شکایت درج کرائی کہ اس کا شوہر اسے ہراساں کر رہا ہے۔ اس کے بعد کچھ معزز افراد کی مدد سے فریقین کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پایا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے درخواست گزار کے خلاف ہندو میرج ایکٹ، 1955 کی دفعہ 9

کے تحت ازدواجی حقوق کی بحالی کے لئے ایک درخواست دائر کی، جسے بعد میں واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد درخواست گزار بیوی نے ضلع جج کے سامنے ظلم و بربریت کی بنیاد پر طلاق کی درخواست دائر کی۔ مدعاعلیہ پیش نہیں ہوئے اور طلاق کی کارروائی یکطرفہ طور پر چل پڑی۔ ڈسٹرکٹ جج کی جانب سے طلاق کا یکطرفہ حکم نامہ جاری کیا گیا۔

درخواست گزار بیوی نے اس قانون کی دفعہ 28 کے تحت ہائی کورٹ میں اس بنیاد پر اپیل کرنے کو ترجیح دی کہ طلاق کی درخواست پر اس کے دستخط حاصل کرنے اور اسے بیان ریکارڈ کرانے کے لئے عدالت میں لانے میں اس کے شوہر نے دھوکہ دہی کی اور اس نے کبھی بھی اپنے شوہر سے طلاق لینے کا ارادہ نہیں کیا۔ مذکورہ اپیل کو ہائی کورٹ نے یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا تھا کہ اس کا حل ٹرائل کورٹ کے پاس ہے۔ لہٰذا موجودہ اپیل

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت.

منعقد.1.1 : ہائی کورٹ نے قانون کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر اپیل کو سرسری طور پر خارج کرنے میں غلطی کی۔ لہٰذا ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ (210-ڈی؛211-ڈی)

1.2. ہندو میرج ایکٹ، 1955 کی دفعہ 23 کے تحت طلاق کا حکم دینے سے پہلے ازدواجی معاملوں کی سماعت کرنے والی تمام عدالتوں کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنے آپ کو مطمئن کریں (1) اگر راحت کا دعویٰ کرنے کی بنیاد موجود ہے اور درخواست گزار اس طرح کے ریلیف کے مقصد کے لئے اپنی غلطی یا معذوری کا فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے اور (2) درخواست گزار نے کسی بھی طرح سے اس کی مدد یا ملی بھگت نہیں کی ہے۔ کسی بھی طرح سے اس عمل یا فعل کی مذمت کی، شکایت کی، یا جب درخواست کی بنیاد ظلم ہے تو درخواست گزار نے کسی بھی طرح سے ظلم کو معاف نہیں کیا ہے۔ (210-ڈی-ای)

1.3. عدالت پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ معاملے کے حالات کے بارے میں جہاں بھی ممکن ہو، ایکٹ کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت فریقین کے درمیان مصالحت لانے کی ہر ممکن

کوشش کرے۔عدالت مصالحت کی غرض سے فریقین کی جانب سے نامزد کسی بھی شخص کو معاملہ بھیج سکتی ہے اور اس مقصد کے لیے معاملے کو ملتوی بھی کر سکتی ہے۔ڈسٹرکٹ جج کا فیصلہ اس بارے میں خاموش ہے کہ آیا اس نے ایکٹ کی دفعہ 23(210-ایف-جی) میں مذکور تمام باتوں کو مدنظر رکھا ہے یا نہیں۔

1.4 صرف اس لئے کہ کارروائی یکطرفہ تھی، عدالت خاموش تماشائی نہیں بن سکتی اور اسے خود گواہوں سے سوالات پوچھ کر اوران سے جوابات حاصل کر کے سچائی کا پتہ لگانے کی کوشش کرنی چاہئے۔اگر کوئی فریق ایکٹ کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ(2) اور(3) کی دفعات کو شکست دینے والا فریق یکطرفہ رہتا ہے، تو ایسی صورتحال میں عدالت فریقین کی ذاتی موجودگی کی ضرورت ہو سکتی ہے۔(210-جی-ایچ؛ 211-اے)

اس معاملے میں ہائی کورٹ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت نگرانی کے اپنے اختیارات کا استعمال کرنے میں ناکام رہا۔ہائی کورٹ کو یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ کیا ڈسٹرکٹ جج کے سامنے کارروائی طے شدہ طریقہ کار اور قابل اطلاق قانون کے مطابق تھی۔اپیل کنندہ کو دھوکہ دہی کی بنیاد پر طلاق کے حکم نامے کو کالعدم قرار دینے کے لئے ایک علیحدہ مقدمہ دائر کرنے کی ہدایت دینا اس معاملے کا شاید ہی کوئی حل ہے۔ان حالات میں، اس معاملے کو نئے سرے سے مقدمے کی سماعت کے لئے ضلع جج کو واپس بھیج دیا جاتا ہے۔(1 2 آئی-بی-سی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1997 کی سول اپیل نمبر 7771۔

1996 کے ایف اے او نمبر 139 میں پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے 27.9.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ندھیش گپتا اور محترمہ میناکشی وج۔

مدعا علیہ کی طرف سے اے وی پلی محترمہ ریکھا پلی اور اتل شانوا۔

عدالت کا فیصلہ کس نے سنایا

ڈی پی وادھوا، جسٹس ۔اجازت دے دی گئی۔

درخواست گزار کی بیوی پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ کے 27 ستمبر 1996 کے فیصلے کے خلاف اپیل کر رہی ہیں جس میں ہندو میرج ایکٹ 1955 کی دفعہ 28 کے تحت دائر کی گئی ان کی اپیل کو سرسری طور پر خارج کر دیا گیا تھا۔درخواست گزار نے یہ اپیل پٹیالہ کے ڈسٹرکٹ جج کی جانب سے 4 دسمبر 1995 کو دیے گئے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف دائر کی تھی، جس میں انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت اپنے شوہر سے طلاق کی درخواست کی تھی۔درخواست گزار نے الزام عائد کیا تھا کہ طلاق کی درخواست دائر کرنے میں اس کے شوہر نے اس کے ساتھ دھوکہ دہی کی تھی جس میں اس نے کہا تھا کہ اس نے کبھی بھی دائر کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اپنے شوہر سے طلاق مانگی۔ڈسٹرکٹ جج کے سامنے کارروائی کے دوران اپیل کنندہ نے خود سے اور دلیپ سنگھ سے بھی پوچھ گچھ کی جس نے اپنے ماموں ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس سے اپیل کنندہ نے انکار کیا ہے۔ پٹیالہ کے ڈسٹرکٹ جج نے اپیل گزار کی درخواست پر طلاق کا حکم جاری کیا۔ درخواست گزار کا کہنا ہے کہ جب انہیں طلاق کے حکم نامے کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جس کی اپیل، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، درج ذیل حکم کے ذریعے خارج کر دی گئی:

انہوں نے کہا کہ 263 دن کی تاخیر کی نہ تو کوئی بنیاد ہے اور نہ ہی اپیل میں کوئی میرٹ ہے۔ یہ درخواست گزار اور اپیل کنندہ ہے جس نے ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت طلاق کے لئے درخواست دائر کی تھی۔اگر درخواست دہندہ پر کوئی دھوکہ دہی کی گئی ہے تو موجودہ اپیل مناسب علاج نہیں ہے۔اس کا حل سول کورٹ کے پاس ہے۔

درخواست کے ساتھ ساتھ اپیل بھی خارج کر دی جاتی ہے۔

فریقین کے درمیان شادی سکھ رسم و رواج کے مطابق 18 فروری 1991 کو ریاست پنجاب کی تحصیل سنگرور اور ضلع پٹیالہ میں ہوئی تھی۔کچھ عرصے بعد ایسا لگتا ہے کہ فریقین کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔

درخواست گزار نے 22 مئی 1995 کو سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے پاس شکایت درج کرائی کہ مدعا علیہ نے اپنے والدین کی ملی بھگت سے ہراساں کیا۔خاتون کا کہنا تھا کہ اس کا شوہر اپنے بڑے بھائی کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتا تھا اور اس کے سسر اور دیور اس کے شوہر کی دوسری شادی کرانے کے لیے اسے قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے۔اس نے شکایت کی کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کی وجہ سے رہ رہی ہے اور شکایت میں نامزد تمام افراد اسے سکون سے رہنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ضلع پٹیالہ کے تھانہ سٹی راج پورہ میں 10 جولائی 1995 کو ایک انٹری موجود ہے جہاں فریقین کے درمیان سمجھوتہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔سمجھوتے کی رپورٹنگ خود مدعا علیہ نے کی تھی جس کے ساتھ متعدد معزز افراد بھی تھے جن کے نام درج ذیل ہیں:

جناب دیوان سنگھ سن ساکن داؤد گر سنگھ ساکن H.No 920 گر بکس کالونی پٹیالہ، سرپنچ گاؤں پلپ مگھائی، سکھد یو سنگھ سرپنچ مندو پی ایس گھنور، شرن سنگھ ممبر پنچایت گاؤں علی پور ریان، جرنیل سنگھ سن ساکن رام پور، باغ سنگھ نمبر دار گاؤں گھگر سرائے، بلدیو سنگھ نمبر دار گاؤں چمرو :۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ مذکورہ افراد کی مدد سے فریقین کے درمیان سمجھوتہ اس وقت کیا گیا جب درخواست گزار نے اپنے شوہر کے خلاف شکایت درج کرائی جب وہ ناراض تھی۔یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس دن سے دونوں فریق خاندان کے دیگر ممبروں سے الگ رہیں گے اور یہ کہ مدعا علیہ غیر ضروری طور پر اپیل کنندہ کو مشکلات کا سبب نہیں بنے گا۔چونکہ اپیل کنندہ کی شکایت سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو مخاطب کی گئی تھی اس لئے 21 جولائی 1995 کو اس کا بیان الگ سے درج کیا گیا تھا جب اس نے درج ذیل بیان دیا تھا:

راج پورہ میں شری تیرتھ سنگھ ریکستور بارود کی بیٹی جناب ہردیپ سنگھ کی اہلیہ محترمہ بلوندر کور کا بیان

کہا کہ میں اوپر دیئے گئے پتے کا رہائشی ہوں۔میری شادی ہردیپ سنگھ سے 18.2.91 کو ہوئی تھی۔مجھے اپنے شوہر ہردیپ سنگھ اور سسرال والوں کے ساتھ خاندانی مسئلہ تھا اور اس مسئلے کی وجہ سے میں سمور میں اپنی ماں اور والد کے گھر گئی تھی جس کی وجہ سے میں نے یہ درخواست دی۔معزز افراد اور پنچایت کی مدد اور مدد سے دونوں فریق ایک سمجھوتے پر پہنچ گئے ہیں۔میں نے کسی بھی حلقے کے خوف یا دباؤ کے بغیر

اس تصفیے پر اتفاق کیا ہے۔میں اس سمجھوتے سے اتفاق کرتا ہوں جو اس نے کیا ہے پنچایت۔اب میں نہیں چاہتا کہ میرے ذریعے دی گئی شکایتوں پر کوئی کارروائی کی جائے۔اب میں اپنے سسرال کے گھر سے الگ رہتی ہوں۔

ایس ڈی/ر۔

(بلوندر کور)

ہر دیپ سنگھ، تیرتھ سنگھ

کستور بارو ڈ، راج پورہ

21.7.95″

ے 4 جولائی 1995 کو مدعا علیہ نے ایڈیشنل سینئر سب جج راج پورہ کی عدالت میں درخواست گزار اور ان کی اہلیہ کے خلاف ازدواجی حقوق کی بحالی ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت عرضی دائر کی تھی۔یہ عرضی 14 فروری 1996 کو واپس لے لی گئی تھی۔اس دن کی کارروائی کا ریکارڈ درج ذیل ہے:

″14.2.1996-موجودہ:-مدعی کے وکیل.

مدعی کے وکیل نے بیان دیا ہے کہ وہ اس کیس کو آگے نہیں بڑھانا چاہتے۔لہذا مدعی کے وکیل کے بیان کے پیش نظر مدعی کا مقدمہ واپس لے لیا جاتا ہے۔فائل کو ریکارڈ روم میں بھیج دیا جائے۔

تاریخ 14.2.96.

سول جج جونیئر

ڈویژن، راج پورہ″

درخواست گزار نے کہا کہ ان کے شوہر کی جانب سے ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت دائر کی گئی اس درخواست میں ان پر سروس غلط طریقے سے حاصل کی گئی تھی۔تاہم، ہمارے لئے اس مرحلے پر تمام تفصیلات میں جانا ضروری نہیں ہے۔

درخواست گزار کی جانب سے دائر طلاق کی درخواست، جس میں سے یہ کارروائی شروع ہوئی ہے، 4 ستمبر 1995 کو قائم کی گئی تھی۔ ہم نے طلاق کی درخواست کا مطالعہ کیا ہے۔ فریقین کے درمیان شادی کی تاریخ کے علاوہ درخواست میں صرف بہتر تفصیلات کا فقدان ہے حالانکہ یہ درخواست مبینہ طور پر ظلم اور فرار کے واقعات پر مبنی ہے۔ مدعا علیہ پیش نہیں ہوا اور اس کے خلاف کارروائی کی گئی۔ درخواست گزار کا بیان 22 نومبر 1995 کو ریکارڈ کیا گیا تھا اور اسی دن اس کے واحد گواہ کا بیان بھی ریکارڈ کیا گیا تھا۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج کی جانب سے درخواست کی اجازت دینے کا فیصلہ 4 دسمبر 1995 کا ہے۔ فیصلے میں صرف اس حقیقت کو دہرایا گیا ہے جو اپیل گزار نے طلاق کی درخواست میں عام الفاظ میں کہا تھا اور اس حقیقت کو دہرایا گیا ہے کہ وہ ایک ناخواندہ شخص تھی اور یہ درج ذیل ہے:

عدالت نے کہا! مدعا علیہ ہردیپ سنگھ اپنی خدمات کے باوجود عرضی لڑنے نہیں آئے اور اس لیے ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔

میں نے درخواست گزار کا ثبوت ریکارڈ کیا ہے۔ بلوندر کور درخواست گزار اے ڈبلیو 1 کے طور پر پیش ہوئیں اور انہوں نے دلیپ سنگھ سے اپنے ماموں سے پوچھ گچھ کی۔

درخواست گزار نے اے ڈبلیو 1 کے طور پر پیش ہوتے ہوئے درخواست میں لگائے گئے اپنے الزامات کی حمایت کی جبکہ دلیپ سنگھ اے ڈبلیو 2 نے اس کی تصدیق کی۔ دونوں نے کہا ہے کہ مدعا علیہ اس کے ساتھ رہنے کے دوران اس کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا تھا اور اسے مسلسل دو سال سے زیادہ عرصے تک چھوڑ دیتا تھا۔

درخواست گزار کے ثبوت کے پیش نظر میں مطمئن ہوں کہ مدعا علیہ نے درخواست گزار کے ساتھ ظلم کیا اور درخواست دائر کرنے سے پہلے دو سال سے زائد عرصے تک اسے چھوڑ دیا۔ نتیجتاً، میں اس درخواست کو قبول کرتا ہوں اور درخواست گزار کے حق میں اور مدعا علیہ کے خلاف فوری طور پر ان کی شادی کو ختم کرنے کے خلاف طلاق کا حکم جاری کرتا ہوں۔

اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں.

واضح طور پر.

4.12.1995

ایس ڈی/- ڈسٹرکٹ جج پٹیالہ۔

درخواست گزار نے الزام عائد کیا ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق کی درخواست پر اس کے دستخط حاصل کرنے اور پھر اسے اپنا بیان ریکارڈ کرانے کے لئے عدالت میں لانے میں دھوکہ دہی کی ہے۔ان کا کیس یہ ہے کہ وہ اس بات سے لاعلم تھیں کہ کیا ہو رہا ہے اور درحقیقت انہیں پٹیشن پر دستخط کرنے اور پھر گواہ کے طور پر عدالت میں پیش ہونے میں دھوکہ دیا گیا تھا۔انہوں نے کہا کہ وہ کبھی طلاق نہیں چاہتی تھیں۔اس اپیل کی سماعت کے دوران ہم نے مدعاعلیہ کے وکیل سے پوچھا کہ کیا مدعاعلیہ خود کسی وقت طلاق چاہتا ہے اور جواب نفی میں ہے۔پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ نے کارروائی کو یکطرفہ طور پر کیوں جانے دیا۔اپیل گزار کی جانب سے سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے سامنے دائر کی گئی شکایت اور فریقین کے درمیان ہونے والے سمجھوتے اور 21 جولائی 1995 کو پولیس میں ان کے اپنے بیان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔اگر یہ معاملہ جولائی 1995 میں فریقین کے درمیان طے پا گیا تھا تو کوئی یہ سوال پوچھ سکتا ہے کہ سمجھوتے کے چھ ہفتوں کے اندر درخواست گزار کو طلاق کی درخواست دائر کرنے کی کیا وجہ تھی۔ازدواجی حقوق کی بحالی کے لئے دائر درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے مدعاعلیہ کا طرز عمل بھی قابل فہم نہیں ہے۔

طلاق کی درخواست کسی دوسرے تجارتی مقدمے کی طرح نہیں ہے۔طلاق نہ صرف فریقین، ان کے بچوں اور ان کے خاندانوں کو متاثر کرتی ہے بلکہ معاشرے کو بھی اس کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔شادی کے ادارے کے تحفظ پر ہمیشہ زور دیا جانا چاہئے۔یہ قانون کا تقاضہ ہے۔ان مقاصد اور وجوہات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جن کی وجہ سے فیملی کورٹس ایکٹ 1984 کے تحت فیملی کورٹس کا قیام عمل میں آیا۔خاندانی تنازعات کے تصفیے کے مقصد کے لئے" مصالحت اور سماجی طور پر مطلوبہ نتائج کے حصول پر زور دیا جاتا ہے" اور طریقہ کار اور ثبوت کے سخت اصولوں کی تعمیل کو ختم کیا جاتا ہے۔یہ مزید نوٹ ہیں:

لاءکمیشن نے اپنی 59ویں رپورٹ (1974) میں اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ فیملی سے متعلق تنازعات سے نمٹنے میں عدالت کو عام شہری کارروائی وں سے بالکل مختلف نقطہ نظر اپنانا چاہیئے اور اسے ٹرائل شروع ہونے سے پہلے تصفیے کے لئے معقول کوشش کرنی چاہیئے۔کوڈ آف سول پروسیجر میں 1976 میں ترمیم کی گئی تھی تاکہ خاندان سے متعلق معاملات یا کارروائی وں میں ایک خصوصی طریقہ کار اپنایا جاسکے۔تاہم عدالتوں کی جانب سے اس مصالحتی طریقہ کار کو اپنانے میں زیادہ استعمال نہیں کیا گیا ہے اور عدالتیں خاندانی تنازعات کو اسی طرح نمٹاتی رہتی ہیں جیسے دیگر سول معاملات اور وہی مشاورتی نقطہ نظر رائج ہے۔

اب فیملی کورٹ کی طرف سے یہ لازمی ہے کہ وہ پہلی صورت میں خاندانی تنازعہ کے فریقین کے درمیان مصالحت یا تصفیے کی کوشش کرے۔فیملی کورٹ کے جج کی اہلیت اور انتخاب کے طریقہ کار کو نوٹ کرنا مفید ہوگا۔یہ فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعات (3) اور (4) ہوں گی:

(3) کوئی شخص جج کی تقرری کا اہل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ:

(الف) نے کم از کم سات سال تک ہندوستان میں عدالتی عہدہ یا ٹریبونل کے کسی رکن کا عہدہ یا یونین یا ریاست کے تحت کسی عہدے پر فائز رہا ہو جس کو قانون کا خصوصی علم درکار ہو؛ یا

(ب) کم از کم سات سال تک ہائی کورٹ یا اس طرح کی دو یا اس سے زیادہ عدالتوں کا وکیل رہا ہو؛ یا

(ج) کے پاس ایسی دیگر قابلیتیں ہوں جو مرکزی حکومت چیف جسٹس آف انڈیا کی رضامندی سے مقرر کرے۔

(4) ججوں کی تقرری کے لئے افراد کے انتخاب میں:

(الف) اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ شادی کے ادارے کے تحفظ اور تحفظ اور بچوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے اور اپنے تجربے اور مہارت کی وجہ سے مصالحت اور مشاورت کے ذریعہ تنازعات کے تصفیے کو فروغ دینے کے قابل افراد کا انتخاب کیا جائے؛ اور

(ب)　خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔

یہاں تک کہ جہاں فیملی کورٹس کام نہیں کر رہی ہیں، ان عدالتوں کی تشکیل کے بنیادی مقاصد اور اصولوں کو سول عدالتیں ازدواجی وجوہات کی کوشش کے ذریعہ مدنظر رکھ سکتی ہیں۔
ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت کوڈ آف سول پروسیجر 1908 کی دفعات، جہاں تک ممکن ہے، لاگو ہیں، لیکن یہ ایکٹ میں شامل دیگر دفعات اور اس طرح کے قواعد کے تابع ہے جو ہائی کورٹ اس سلسلے میں بنا سکتا ہے۔ ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 28 کے تحت طلاق کا حکم قابل اپیل ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 28 درج ذیل ہے۔

(28) احکام و احکام سے اپیلیں:

(1)　اس ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی میں عدالت کی طرف سے کئے گئے تمام احکامات، ذیلی دفعہ (3) کی دفعات کے تابع، عدالت کے احکامات کے طور پر اپیل کے قابل ہوں گے جو اس کے اصل شہری دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے کیے گئے ہیں، اور ایسی ہر اپیل عدالت کے پاس ہوگی جس میں اپیل عام طور پر اس کے اصل شہری دائرہ اختیار کے استعمال میں دیئے گئے عدالت کے فیصلوں سے متعلق ہوگی۔

(2)　دفعہ 25 یا دفعہ 26 کے تحت اس ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی میں عدالت کی طرف سے کیے گئے احکامات، ذیلی دفعہ (3) کی دفعات کے تابع، اگر وہ عبوری احکامات نہیں ہیں تو اپیل کے قابل ہوں گے، اور ایسی ہر اپیل عدالت کے پاس ہوگی جس میں اپیلیں عام طور پر اس عدالت کے فیصلوں سے متعلق ہوں گی جو اس کے اصل شہری دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے دیئے گئے ہیں۔

(3)　اس دفعہ کے تحت صرف اخراجات کے موضوع پر کوئی اپیل نہیں کی جائے گی۔

(4)　اس دفعہ کے تحت ہر اپیل کو حکم یا حکم کی تاریخ سے تیس دن کی مدت کے اندر ترجیح دی جائے گی۔

اس دفعہ 28 کا موازنہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 96 سے کیا جا سکتا ہے جس میں اصل حکم نامے سے اپیل کا اہتمام کیا گیا ہے، جو متعلقہ حصے میں درج ذیل ہے:

"96. اصل حکم نامے سے اپیل کریں۔

(1) اس کوڈ کی باڈی میں یا اس وقت نافذ العمل کسی دوسرے قانون کے ذریعہ واضح طور پر فراہم کردہ کسی بھی عدالت کے ذریعہ منظور کردہ ہر حکم نامے کے علاوہ اپیل کسی بھی عدالت کے ذریعہ منظور کردہ ہر حکم نامے سے ہوگی جو ایسی عدالت کے فیصلوں سے اپیلوں کو سننے کے لئے مجاز عدالت کو اصل اختیار استعمال کرتی ہے۔

(2) اپیل ایک طرفہ طور پر منظور کردہ اصل حکم نامے سے جھوٹ ہو سکتی ہے۔

(3) فریقین کی رضامندی سے عدالت کی طرف سے منظور کردہ فرمان سے کوئی اپیل نہیں کی جائے گی۔

طریقہ کار کے قواعد کا مقصد انصاف کے مقصد کو پورا کرنا ہے نہ کہ اسے ناکام بنانا۔ موجودہ معاملے میں جب بیوی کی جانب سے طلاق کی درخواست دائر کرنے میں دھوکہ دہی کا الزام لگایا گیا ہے جبکہ وہ کبھی طلاق نہیں چاہتی تھی اور حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا وہ بادی النظر میں ممکن تھا اور اس کے بعد کے معاملے کے حالات سے آگے بڑھ کر، ہائی کورٹ نے ہماری رائے میں خود کو مطمئن کیے بغیر اپیل مسترد کرنے کا جواز پیش نہیں کیا کہ قانون کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔

ہندو میریج ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت عدالت کو طلاق کا حکم جاری کرنے سے پہلے حکم دیا گیا ہے، چاہے اس کا دفاع کیا گیا ہو یا نہ کیا جائے (1) اگر راحت کا دعویٰ کرنے کی بنیاد موجود ہو اور درخواست گزار اس طرح کی راحت کے مقصد سے اپنی غلطی یا معذوری کا فائدہ نہیں اٹھا رہا ہو اور (2) درخواست گزار نے کسی بھی طرح سے اس عمل یا عمل کی حمایت نہیں کی ہے جس کی شکایت کی گئی ہے، یا جہاں درخواست کی بنیاد ظلم ہے وہاں درخواست گزار نے کسی بھی طرح سے ظلم کو معاف نہیں کیا ہے۔ ہر معاملے میں جہاں یہ ممکن ہو وہاں

عدالت کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ کیس کی نوعیت اور حالات کے ساتھ مستقل طور پر کام کرے اور دونوں کے درمیان مصالحت لانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ ایکٹ کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت، عدالت مصالحت کے مقصد کے لئے فریقین کی طرف سے نامزد کسی بھی شخص کو معاملے کو بھیج سکتی ہے اور اس مقصد کے لئے معاملے کو ملتوی کر سکتی ہے۔ یہ مقاصد اور اصول ازدواجی معاملات کی سماعت کرنے والی تمام عدالتوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ جج کا فیصلہ خاموش رہتا ہے اگر فاضل جج ایکٹ کی دفعہ 23 میں مذکور تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہیں۔ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی فریق ایکٹ کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (2) اور ذیلی دفعہ (3) کی شقوں کو یکطرفہ طور پر شکست دے سکتا ہے اور عدالت اس فریق کی موجودگی کو لازمی قرار دینے میں بے بس ہے چاہے اس طرح کے ضروری حالات میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری رائے ہے کہ ایسی صورتحال میں عدالت کو فریقین کی ذاتی موجودگی کی ضرورت ہو سکتی ہے: اگرچہ اس طرح کے معاملے میں کارروائی یکطرفہ تھی لیکن عدالت خاموش تماشائی نہیں بن سکتی اور اسے خود گواہوں سے سوالات پوچھ کر اور ان سے جوابات حاصل کر کے سچائی کا پتہ لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مذکورہ بالا حالات میں، ہائی کورٹ کو اپیل کو فوری طور پر خارج نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ایسا کرتے ہوئے وہ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت نگرانی کے اپنے اختیارات کو استعمال کرنے میں بھی ناکام رہا ہے۔ ہائی کورٹ کو یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ کیا ڈسٹرکٹ جج کے سامنے کارروائی طے شدہ طریقہ کار اور قابل اطلاق قانون کے مطابق تھی۔ اپیل کنندہ کو دھوکہ دہی کی بنیاد پر طلاق کے حکم نامے کو کالعدم قرار دینے کے لئے ایک علیحدہ مقدمہ دائر کرنے کی ہدایت دینا اس معاملے کا شاید ہی کوئی حل ہے۔

جہاں تک اپیل کنندہ کی جانب سے لگائے گئے الزامات یا مدعاعلیہ کے موقف کی صداقت کا تعلق ہے تو ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس سے دونوں فریقوں میں سے کسی کے بھی کیس پر اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ ہم اس معاملے کو نئے سرے سے ٹرائل کے لئے ڈسٹرکٹ جج کے حوالے کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

اس کے مطابق اپیل کو منظور کیا جاتا ہے، ہائی کورٹ کے 27 ستمبر، 1996 اور ساتھ ہی 4 دسمبر، 1995 کے ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ معاملہ فاضل ڈسٹرکٹ جج کے پاس واپس جائے گا تاکہ قانون کے مطابق درخواست پر کارروائی کی جاسکے۔

اس فیصلے کی ایک کاپی فوری طور پر پٹیالہ کے ڈسٹرکٹ جج کو بھیجی جائے گی اور فریقین کو 17 دسمبر 1997 کو اس عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت دی جائے گی۔

اپیل گزار اخراجات کا حقدار ہے جسے ہم 20 روپے کے طور پر شمار کرتے ہیں۔

ایس وی کے آئی

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.08.03 16:16
I am the author of this
document